مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ حضور نے ۱۵ مارچ فتنہ ارتداد کے متعلق ایک مفصل تقریر فرمائی جسمیں جماعت احمدیہ کا اس فتنہ کو رد کرنے کی ضرورت بیان فرمائی ہے اور فراہمی چندہ کے لئے مقامی اصحاب کو تحریک کی۔ کہ جو کم از کم سو روپیہ کی رقم دے سکتے ہیں۔ دیں۔ نیز حضور نے سورہ کہف کے گیارہویں رکوع سے اس قسم کے فتنہ کی پیشگوئی بیان کی۔ یہ مفصل تقریر انشاء اللہ اگلے پرچہ میں شایع ہو گی۔

اس دفعہ غیر احمدیوں کا جلسہ ۱۷ تا ۱۹ ہو گا جس کی کارروائی کے متعلق مفصل اطلاع آیندہ دی جائیگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک مختصر تقریر
مالی اور جانی قربانی کی تحریک

۱۵ مارچ درس القرآن کے موقع پر فرمایا:۔
میں نے زندگی وقف کرنے کی جو تحریک کی تھی (یہ نہایت مفصل تقریر ہے۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ اگلے پرچہ میں تمام و کمال درج ہوگی) اور اشاعت اسلام میں حصہ لینے کے لئے ایسے لوگوں کو جو کم از کم سو روپیہ کی رقم دے سکتے ہیں۔ دعوت دی تھی۔ جن حالات کی وجہ سے ایسا کیا گیا تھا۔ وہ آگے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ بدل رہے ہیں۔ دو ہزار اور لوگوں کی نسبت شایع ہوا ہے۔ کہ آریوں کے ساتھ مل گئے ہیں۔ اور زیادہ

افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ راجپوتوں کے سوا اللہ قومیں بھی ہل رہی ہیں۔ چنانچہ ان دو ہزار میں جاٹ اور گوجر بھی ہیں۔ اور جیساکہ میں نے لکھا تھا۔ یہ لوگ ۳-۴ لاکھ نہیں۔ بلکہ ایک کروڑ ہیں۔ اس کے متعلق بھی آریوں کی طرف سے شایع ہوا ہے کہ ایک کروڑ ہی ہیں۔ منشی رام جو اب شردہانند سنیاسی کہلاتے ہیں۔ معلوم نہیں کیسے سنیاسی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوشش جاری رکھی جائے۔ تو ممکن ہے یہ لوگ ایک کروڑ ہی ہوں۔ بات یہ ہے کہ وہ لوگ ایک کروڑ ہیں۔ ورنہ کوشش سے کس طرح کروڑ بن سکتے ہیں۔ پہلے ہی وہ کروڑ ہیں۔ اور کروڑ ہی آریوں کے مد نظر ہے۔ جب مسلمانوں میں برداشت کی طاقت ہو گئی۔ تو ایک کروڑ ہی کہدیا۔ اور شاید ایسے مسلمان بھی نکل آئیں۔ جو کہیں ایک کروڑ کے مرتد ہونے سے کیا بگڑتا ہے۔ ہم چالیس کروڑ

ہیں۔ تو ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ کچھ اور آدمیوں نے نام لکھائے ہیں۔ مگر ابھی جنھوں نے نہیں لکھائے۔ وہ بھی لکھائیں۔ کیونکہ بہت زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہے روپیہ کے لئے جنھوں نے نام لکھائے ہیں۔ ان کی رقم گیارہ بارہ سو کے قریب ہے۔ اور بھی کوشش کر کے لکھائیں۔ روپیہ دینے والے لوگوں میں کئی ایسے لوگ بھی ہیں ... جن کی مالی حالت حصہ لینے کے قطعاً قابل نہیں ہے۔ ان میں سے دو کے نام لے دیتا ہوں۔ ایک مہر محمد خان ہیں۔ ان کی مالی حالت سب لوگ جانتے ہیں۔ مگر ان کے ایمان کی حالت کو دیکھئے کہ انھوں نے سو روپیہ دینے دیا ہے۔ دوسرے عبد الرحمٰن کاغانی ہیں۔ گو وہ دکاندار ہیں۔ مگر یہاں کے دوکانداروں کی حالت سب کو معلوم ہے۔ پھر پچھلے دنوں ان کی دکان کو آگ لگ گئی۔ اس میں بھی ان کو خرچ کرنا پڑا۔ مگر باوجود اس کے انھوں نے بھی سو روپیہ دیا۔ اگر ہم روپیہ دینے والوں کے نام لکھتے۔ تو کبھی یہ خیال میں بھی نہ آسکتے۔ مگر انھوں نے بڑی ہمت اور ایثار سے کام لیا ہے۔ اس لئے دوسروں کو بھی ادھر توجہ کرنی چاہیئے ﴿

سورۃ احزاب میں موجودہ زمانہ کا نقشہ

اس کے بعد سورۃ احزاب کے متعلق جس کا پہلا رکوع اسی دن کے درس میں تھا۔ فرمایا:۔ آج جو سورۃ درس میں ہے۔ کیا مضمون کی اہمیت کے لحاظ سے اور کیا بلحاظ موجودہ حالت کے ایسی ہے۔ کہ گویا آج ہی اتری ہے۔ اس کا نام احزاب ہے۔ اور اس میں ان گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو اسلام کو مٹانے اور ملیامیٹ کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے آج بھی یہی حالت ہے۔ سب لوگ اسلام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ مسلمانوں کے پاس کچھ نہیں۔ آج اگر ایک بات قرآن سے نکالتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ جو اسے نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ تو دوسرے دن جب اس کے الٹ بات کی ضرورت پیش آجاتی ہے تو یہی مولوی فتویٰ دیدیتے ہیں کہ یہی غلطی ہے اور اس سے اگلے دن کچھ اور نکال دیتے۔ مسلمان مولویوں کے اس طرز عمل سے ہندوؤں نے دیکھ لیا ہے۔ کہ قرآن کو انہوں نے کھلونا بنایا ہوا ہے۔ ورنہ اس سے ان کا تعلق کچھ بھی نہیں ہے۔ اس بات کو غیر مذاہب کے لوگوں نے خوب سمجھا ہے۔ اور نہ صرف سمجھا ہے۔ بلکہ اس سے خوب کام لینا شروع کر دیا ہے۔ دیکھو کہاں وہ سناتن دھرمی جو کہتے تھے۔ کہ جو ہندو ایک دفعہ ہندو نہ رہے۔ پھر وہ کبھی ہندو مذہب میں شامل نہیں ہو سکتا وہ جا جائیں کھانا اور مٹھائی ان لوگوں کے ہاتھوں سے کھائیں۔ جو ہندو نہیں تھے۔ اور ان کو ساتھ ملائیں۔ یاد بھرت پور کے راجہ کا پروہت جاتے اور کہے۔ تمہارے لئے پرانے ہندوؤں کے ان سے میں رشتہ لاؤں گا۔ یہ انقلاب ہو نہیں سکتا۔ جب تک وہ یہ نہ سمجھیں۔ کہ کوئی بڑی جائداد ملنے والی ہے۔ اور بڑے خزانہ پر قبضہ ہونیوالا ہے۔

پھر عیسائیوں نے ان دنوں خطرناک حملہ شروع کر دیا ہے۔ ولایت سے بہت سے پادری آئے ہیں۔ اور ان میں ملک معظم کے بھی دو پادری ہیں۔ ان سے سرکاری حکام نے ملاقاتیں کی ہیں۔ اور امداد کا وعدہ کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا ہے۔ پہلے تو ہم سالہا سال سے عیسائیوں کو بحث کے لئے بلاتے تھے۔ جو نہ ملتے تھے مگر اب ہر جگہ سے خط آرہے ہیں۔ کہ آدمی بھیجو۔ لوگ عیسائی ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مسلمان اپنی جگہ سے ہل چکے تھے۔ اب عیسائیوں کے ساتھ مل رہے ہیں۔ کہ اگر اور نہیں۔ تو دنیاوی آرام و آسائش ہی حاصل ہو۔

یہ ساری باتیں بتاتی ہیں کہ کل دنیا اسلام کے خلاف کھڑی ہو گئی ہے۔ پس یہ وہی زمانہ ہے۔ جو اس سورۃ میں بیان ہوا ہے۔ اور اسمیں موجودہ زمانہ کا ہی ذکر ہے اور انہی مسائل کا ذکر ہے۔ جن پر عیسائی اعتراض کرتے ہیں۔ مسئلہ طلاق پر عیسائیوں کا اعتراض ہے۔ اس کا اس میں ذکر ہے۔ عیسائیوں کا اعتراض پردہ پر ہے اس میں اس کا ذکر ہے۔ عیسائیوں کا اعتراض کثرت ازدواج پر ہے۔ اس کا اس میں ذکر ہے۔ رسول کریم کے ذاتی چال چلن پر اعتراض کئے جاتے ہیں کہ عورتوں کی محبت میں پڑے رہتے تھے۔ اپنے نفس کے لئے بڑائی چاہتے تھے۔ دشمنوں کے خلاف ناجائز رویہ اختیار کرتے تھے وغیرہ۔ ان کا جواب اس میں ہے۔ غلامی پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ وہ بھی اس میں ذکر ہے۔ پھر اس سورۃ میں یہ بھی بیان ہے کہ دشمن اپنے سارے زور سے اسلام کے خلاف کھڑا ہو گیا ہے۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ مسلمان منافق بن جائینگے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے۔ کہ اس بیماری اور دکھ کا علاج سوائے نبوۃ کے اور کوئی نہیں ہو گا۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ساری دنیا میں تبلیغ کرنے کا وہ زمانہ ہو گا۔ یہ بھی اس میں بتایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر خصوصیت سے اعتراض کئے جائینگے۔ اور آخر اس سورۃ کو ختم اس بات پر کیا ہے کہ انسان کی فضیلت ہی وحی الٰہی سے ہے۔ اگر اسکو الگ کر دیا جائے۔ تو انسان انسان ہی نہیں رہتا۔ پس وحی الٰہی کا انکار کرنا ہلاکت کا باعث ہے۔ اور احمدیت یعنی دین اسلام کی ترقی اور دین کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کی ہلاکت کی خبر دی گئی ہے۔ پس یہ سورۃ خلاصہ ہے مجموعی لحاظ سے اس زمانہ کی ساری حالت کا۔

پھر یورپ کے لوگ ایک اعتراض کیا کرتے ہیں اس کا بھی عجیب طرز پر جواب دیا ہے۔ وہ اعتراض جمع القرآن پر ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنی حکمت کے ماتحت جو بہت سے فوائد رکھتی ہے۔ بڑی سورتیں پہلے رکھی ہیں۔ اور چھوٹی بعد میں۔ نادانوں نے اس بات کو مدنظر رکھ کر کہا کہ خدا کے کلام میں ترتیب کہاں ہے۔ یہ تو بکھرا ہوا ہے۔ صحابہ نے بڑی بڑی سورتیں لے کر پہلے رکھ دیں۔ چھوٹی بعد میں۔ نہ کہ کسی ترتیب کے ماتحت قرآن کی سورتیں ہیں۔ مگر یہاں اس کا بھی جواب ہے۔ اور وہ یہ کہ سورہ سجدہ جو پہلے گذری ہے۔ احزاب سے چھوٹی ہے۔ اور کوئی تھوڑا فرق نہیں۔ بلکہ بہت زیادہ ہے۔ سورہ سجدہ کے تین رکوع ہیں۔ اور اس کے ۹ رکوع ہیں۔ تو اس سورہ کے مقام نے ہی اس اعتراض کو حل کر دیا ہے۔

حیدرآباد میں مولوی ثناء اللہ کے لیکچروں کے نتائج

انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن نے اپنے ایک اشتہار میں اعلان کیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے لیکچروں کے نتیجہ میں باوجود ... ان کی کوششوں کے کوئی احمدی تو تائب نہ ہوا۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ اس وقت تک پچاس آدمی سے زیادہ حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب امیر جماعت احمدیہ کے ہاتھ پر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے درخواست کر چکے ہیں جن کو مولانا نے فرمایا ہے۔ کہ ابھی اور تحقیقات کرو۔ مگر سات آدمیوں نے بہت اصرار کر کے مولانا کو بیعت لینے پر مجبور کیا۔ اور بیعت کی ﴿

الفضل بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیان دار الامن و الامان - مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۲۳ء

مسلمانوں پر راجپوتوں کے ارتداد کا قہر نازل ہونیکی وجہ

مسلمان راجپوتوں کے ارتداد کا فتنہ نہایت ہی تکلیف دہ اور رنج افزا فتنہ ہے۔ اور اگر مسلمانوں کے دل بالکل مردہ نہیں ہو گئے۔ ان کے احساسات ابھی باقی ہیں۔ اور انہیں اسلام سے کچھ بھی محبت اور الفت ہے۔ تو انہیں ماننا پڑیگا۔ کہ انہیں ہزار ہا لوگوں کا نکل کر ہندوؤں کی آغوش میں چلا جانا ان کے لئے نہایت ہی عبرتناک ہے۔ وہ ہندو جنہیں صدیوں سے کبھی اتنی بھی جرأت نہ ہوتی تھی۔ کہ غیر مذہب کے کسی ایک آدھ آدمی کو اپنے میں داخل کر سکیں۔ وہ ہندو جن میں اتنی بھی قوت نہ تھی۔ کہ دوسرے مذہب کے آدمیوں کو اپنے اندر جذب کر سکیں۔ اور وہ ہندو جو اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے بچنے کے لئے مسلمانوں کے سایہ تک سے بھاگتے رہے اور چھوت چھات کی چار دیواری میں بند ہو گئے تھے آج وہ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ اور اس زور سے ہو رہے ہیں کہ مسلمان کہلانے والوں میں سے ایک دو کو نہیں۔ دس بیس کو نہیں۔ سو پچاس کو نہیں۔ بلکہ ہزاروں کو اپنے ساتھ ملائے جا رہے ہیں۔ اور مسلمان حیران و پریشان ہو کر دیکھ رہے ہیں کہ کیا کریں۔ کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ کوئی صورت ہندوؤں کے ہاتھوں مرتد ہونیوالوں کو بچانے کی نظر نہیں آتی۔ موثر سے موثر تجاویز ان کی سمجھ میں آئی ہے۔ وہ ہندو مسلم اتحاد کا واسطہ ہے۔ لیکن ہندوؤں کو اس کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ اور کس طرح ممکن ہے کہ وہ اپنے شکار کو ہاتھوں سے جانے دیں۔ انہوں نے علی الاعلان کہدیا ہے۔ کہ ہندو مسلم اتحاد بالکل الگ چیز ہے۔ اور اپنے اپنے مذہب کی اشاعت الگ چیز۔ مسلمانوں کو ہم دوسروں کو مسلمان بنانے سے نہیں روکتے۔ نہ بُرا مناتے ہیں۔ آپ لوگوں میں اگر ہمت ہے۔ تو ہمارے بالمقابل کوشش شروع کر دیں۔ اور پھر دیکھیں کہ کامیابی کس کو ہوتی ہے۔

ایک طرف ہندوؤں کا ہزاروں مسلمان کہلانے والوں کو اپنے مذہب میں ملاتے جانا اور دوسری طرف مسلمانوں کو مقابلہ کا چیلنج دینا کوئی معمولی بات نہیں۔ اور جب یہ دیکھا جائے۔ کہ مسلمان اس موقع پر ہندوؤں کے سامنے بالکل بے بس اور بے کس ہو گئے ہیں تو کہنا پڑتا ہے۔ کہ ارتداد کا سانحہ مسلمانوں کے لئے قہر الٰہی اور غضب خدا سے کم نہیں۔ لیکن کیا خدا تعالیٰ نے بلا وجہ اور بلا سبب یہ قہر نازل کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ مسلمان کہلانے والوں کے اپنے ہی اعمال اور افعال کا ثمرہ ہے۔ اور اس کے آنے سے قبل انہیں خوب اچھی طرح بتا دیا گیا تھا۔ کہ اسلام کی ہتک کرنیوالی جو روش انھوں نے اختیار کی ہے۔ اگر اس سے باز نہ آئے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ ہندوؤں کو ان پر غلبہ حاصل ہو جائیگا۔ اور انہیں ہندوؤں کی غلامی میں رہنا پڑیگا۔ یہ بات جس وضاحت۔ جس تفصیل اور جس درد دل کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرمائی تھی اس کا پتہ حضور کے حسب ذیل الفاظ سے لگ سکتا ہے۔

حضور نے "ترک موالات اور احکام اسلام" کے نام سے ۱۹۲۰ء میں ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا۔ جس میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھا:۔

"کیا تم کو یہ نظر نہیں آتا۔ کہ تم اس صحیح راستہ کو ترک کر کے کہاں کہاں دھکے کھاتے پھرتے ہو؟ اول تو تمام علماء و فضلاء کو چھوڑ کر ایک غیر مسلم کو تم نے لیڈر بنایا ہے کیا اسلام اب اس حد تک گر گیا ہے؟ کہ اس کے ماننے والوں میں سے ایک شخص بھی اس قابلیت کا نہیں ہے کہ اس طوفان کے وقت میں اس کشتی کو بھنور سے نکالے اور کامیابی کے کنارے تک پہنچائے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کی اس قدر بھی غیرت نہیں رہی کہ وہ ایسے خطرناک وقت میں کوئی ایسا شخص پیدا کر دے۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شاگرد اور آپ کے خدام سے ہو۔ اور جو اس وقت مسلمانوں کو اس راستہ پر چلائے جو ان کو کامیابی کی منزل تک پہنچائے۔ آہ! تمہاری گستاخیاں یہ کیا رنگ لائیں؟ پہلے تو تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیح ناصری کا ممنون منت بتایا کرتے تھے۔ اب مسٹر گاندھی کا مرہون احسان بناتے ہو۔ اگر یہ درست ہے کہ ترک موالات سے ایک دو سال میں تم اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ تو اسلام کی دوبارہ زندگی یقیناً مسٹر گاندھی کے ہاتھوں ہو گی۔ اور نعوذ باللہ من ذالک ابد الآباد تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بار احسان سے ان کے سامنے جھکا رہے گا۔ کیونکہ مسٹر گاندھی نے آپ سے کچھ نہیں لیا۔ اور آپ گویا ابھی کچھ مسٹر گاندھی کی عطا سے پاوینگے۔ اے کاش! اس خیال کے دل میں آنے سے پہلے تم نے اس دل ہی کو کیوں نہ نکال کر باہر پھینک دیا؟ مسٹر گاندھی بے شک ایک سنجیدہ و محنتی سیاسی لیڈر ہیں۔ لیکن ان کو اس امر میں راہنما بنانا جس پر تم اسلام کی زندگی اور موت کا انحصار سمجھتے ہو۔ اور جسے تم اہم ترین مذہبی فرائض میں سے خیال کرتے ہو۔ قابل افسوس و حیرت نہیں۔ تو اور کیا ہے؟ کیا حضرت مسیح ناصری کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا محسن بنا کر تم نے خدا کی غیرت کا مشاہدہ نہ کیا؟ خدا کا مسیح تم کو ہزار سمجھاتا تھا۔ کہ یہ غضب نہ کرو۔ کہ اسلام سے باہر کے نبی کو لا کر اسلام کا مصلح بناؤ۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا ممنون بناؤ۔ اپنے رسول کی ہتک کرو اور اس کی عزت بڑھاؤ۔ پہلے اس حرکت کی سزا بہت کچھ پا چکے ہو۔ اور اب اور دیکھو گے۔ جب تم نے مسیح کو رسول خدا پر فضیلت دی۔ تو خدا تعالےٰ کیوں مسیحیوں کو تم پر فضیلت نہ دے۔ تم نے اس کی آواز کو نہ سنا۔ اور آخر دیکھ لیا کہ خدا کی گرفت

کیسی سخت ہوتی ہے۔ تم نے خدا کے محبوب کو حضرت مسیح کا احسان مند بنا کر اس کی گردن اس کے سامنے جھکائی تھی۔ خدا نے تمہاری گردنوں کو ہر جگہ مسیحیوں کے آگے جھکا دیا ہے۔ پس یہ جو کچھ ہو رہا ہے تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا ثمرہ ہے۔ اب تم دوسری غلطی کرنے لگے ہو۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسٹر گاندھی کا ممنون احسان بنانے لگے ہو۔ حضرت مسیح تو خیر ایک نبی تھے۔ اب جس شخص کو تم نے اپنا مذہبی راہنما بنایا ہے۔ وہ تو ایک مومن بھی نہیں۔ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہتک کا نتیجہ پہلے سے بھی زیادہ سخت دیکھو گے۔ اور اگر باز نہ آئے تو اس جرم میں مسٹر گاندھی کی قوم کی غلامی اس سے زیادہ تم کو کرنی پڑیگی جتنی کہ حضرت مسیح کی امت کی غلامی تم کہتے ہو کہ ہمیں کرنی پڑی ہے۔ پس اب بھی سنبھل جاؤ۔

اور سمجھ لو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا نجات دہندہ آپ ہی کے غلاموں میں سے ہو سکتا ہے جن کی گردن آپ کے سامنے جھکی رہے۔ نہ یہ کہ آپ کو اس کے سامنے گردن جھکانی پڑے۔"

ان الفاظ میں جو تنبیہ اور انذار کیا گیا ہے۔ اس پر غور کرو۔ اور دیکھو کہ ہندوؤں کا مسلمانوں پر اس طرح غالب آنا کہ ان کے ہزاروں کو چھین کر لے جانا۔ اور لاکھوں پر نشتر رکھنا۔ کیا وہی نتیجہ نہیں پیدا کر رہا جو امام جماعت احمدیہ نے بتایا ہے۔ اور کیا ابھی سے اس کی نہایت خطرناک ابتدا نہیں شروع ہو گئی۔

اب بھی وقت ہے کہ مسلمان سنبھل جائیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کی ہدایت اور کامیابی کیلئے جس انسان کو مبعوث فرمایا ہے۔ اس کو قبول کریں۔ تا اس آنے والی خطرناک گھڑی سے محفوظ رہ سکیں جس سے انہیں پہلے سے متنبہ کر دیا گیا تھا اور جس کا نمونہ انہوں نے دیکھ لیا ہے۔

اشاعت اسلام اور مسلمان

جب سے مسلمانوں نے موجودہ شور و شر میں حصہ لینا شروع کیا ہے۔ اسی وقت سے ہم اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ یہ کامیابی اور کامرانی کا طریق نہیں ہے کامیابی اسی طریق سے ہو سکتی ہے۔ جس سے پہلے مسلمان بلام رفعت پر پہنچے تھے۔ اور جو یہ ہے۔ کہ مسلمان کہلانے والے خود مسلمان بنیں۔ اور دوسروں میں اشاعت اسلام کریں۔ چنانچہ ہم نے لکھا تھا۔

"اب مسلمانوں کا پیش آمدہ مشکلات اور مصائب سے نکل کر ترقی اور عروج حاصل کرنا صرف ایک ہی طریق سے ممکن ہے۔ اور وہ یہ کہ خود حقیقی مسلمان بن جائیں۔ اور دنیا کو مسلمان بنانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ کاش مسلمان اس طرف متوجہ ہوں تا خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت ان کے ساتھ ہو اور ان کا قدم دن بدن پیچھے کی طرف ہٹنے کی بجائے آگے کی طرف بڑھے۔ اسی با امن اور تجربہ شدہ طریق پر عمل کرنے کی طرف ہمارے امام علیہ السلام نے مسلمانان ہند کو توجہ دلائی تھی۔ اور بڑے زور کے ساتھ اس کی عمدگی اور ضرورت ثابت کی تھی۔ اگر مسلمان دوسری تحریکوں کے مقابلہ میں اس کی طرف کچھ بھی توجہ کرتے۔ تو یہ ان کے لئے بہت مفید ہوتا۔ لیکن ان کے لیڈروں نے انہیں الٹے رستہ پر ڈال دیا۔ اب بھی وقت ہے۔ کہ مسلمان نقصان رساں تحریکوں میں حصہ لینے کی بجائے ادھر متوجہ ہوں"

(الفضل ۹ ستمبر ۱۹۲۰ء)

اس کے بعد پھر ایک مضمون میں لکھا تھا۔

"اب اگر مسلمانوں کی حالت سدھر سکتی ہے۔ اب اگر مسلمان قوت اور شوکت حاصل کر سکتے ہیں تو صرف اس ذریعہ سے کہ خود مسلمان بنیں۔ اور دنیا کو مسلمان بنانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ اس وقت مسلمان جس قدر جوش و خروش سیاسی معاملات میں صرف کر رہے ہیں۔ اگر اس سے کم بھی دین کیلئے صرف کریں۔ تو تھوڑے عرصہ میں نمایاں طور پر اپنی کامیابی دیکھ سکتے ہیں"

(۲۳ جون ۱۹۲۱ء)

اگر مسلمان پہلے ہی ہماری اس نصیحت پر کاربند ہو جاتے تو آج انہیں راجپوتوں کے ارتداد کا روز بد نہ دیکھنا پڑتا۔ اور نہ سب تحریکوں میں ناکامی اور نامرادی سے سامنا ہوتا۔ لیکن انہوں نے کوئی توجہ نہ کی۔ اب ان کے اپنے اخبار یہی بات بڑے زور سے کہہ رہے ہیں۔ جو پہلے سے ہم کہتے آئے ہیں۔ چنانچہ اخبار وکیل (۵ مارچ) لکھتا ہے۔

"مسلمانوں کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ اپنی قوتوں کا رخ حفاظت و اشاعت اسلام کی طرف پھیر لیں۔ گری ہوئی جماعتوں کو اٹھائیں گم گردگان راہ کو راہ راست پر لائیں۔ اچھوت اقوام کو اسلام کی برکات سے بہرہ اندوز کر کے انہیں اپنے سینہ سے لگائیں"

کیا مسلمان اب بھی اس طرف متوجہ ہونگے یا نہیں۔

آریوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی حالت

فتنہ ارتداد کے مٹانے کیلئے اول تو مسلمانوں نے ابھی تک ایسی توجہ ہی نہیں کی۔ جو انہیں کرنی چاہیئے تھی۔ لیکن جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ اس کا بھی الٹا نتیجہ نکل رہا ہے۔ چنانچہ سوامی شردھانند جو ۱۲ مارچ سے لاہور آئے ہوئے ہیں۔ اس سوال کے جواب میں۔ کہ "مسلمانوں کی مخالفت اور ان کی تبلیغ اسلام کی جدوجہد اس (شدھی کے) کام میں کیا رکاوٹ ڈالتی ہے" کہا۔ کہ

"جن گاؤں میں میں خود گیا ہوں۔ ان میں تو یہ محسوس کیا ہے کہ مبلغان اسلام کی کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ ملکانے راجپوت وغیرہ ہر طرف سے بہت جلد اپنی برادری میں شامل ہونے کے لئے بے چین بیٹھے ہیں"

یہ اس شخص کی شہادت ہے۔ جو ملکانوں کو مرتد کرنے کے کام کا انچارج ہے۔ اگر مسلمان واعظین کی کوششیں فتنہ ارتداد کے روکنے میں ہر چند جتنی بھی حائل ہوتیں تو سوامی جی یہ نہ کہتے۔ جو انہوں نے اب کہا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی کوششوں کو بہت بڑھا چڑھا کر دکھاتے تاکہ ہندو اور زیادہ سرگرمی سے کام جاری رکھیں۔

ہندو مسلم اتحاد کا خواب پریشان اور اس کی حقیقت

ہندو مسلم اتحاد کا وہ سراب آسا نظارہ جسکو دیکھکر ایک خدا سے غافل اور متمرد ہستی نے بھرے مجمع میں کہدیا تھا کہ ہندو مسلم اتحاد کو اب اگر خدا بھی توڑنا چاہے تو نہیں توڑ سکتا۔ اس کا شیرازہ ہندو مسلمانوں ہی کے ہاتھوں بکھر گیا۔ اور اب کم از کم پنجاب میں اس کا کوئی وجود نہیں۔ اس وقت ہم اس بحث میں نہیں پڑیں گے کہ قصور کس کا ہے۔ البتہ اتنا ضرور کہیں گے۔ کہ وہ اتحاد و اتفاق جس کی خاطر مسلمانوں نے خدا تعالےٰ کے احکام کو پس پشت ڈالنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ اس کا نام و نشان مٹ گیا۔

غیر تو غیر علم برداران اتحاد و اتفاق ہی خود شہادت دے رہے ہیں۔ کہ اتحاد و اتفاق ایک خواب پریشان تھا چنانچہ پرتاپ (۲ مارچ ۱۹۲۳ء) کے لیڈنگ آرٹیکل میں اسی اتفاق و اتحاد کا رونا رویا گیا ہے۔ اس مضمون کا عنوان ہے۔ "خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم" اور شروع اس طرح ہوتا ہے۔

"کیا مسلم اتحاد ایک خواب تھا ؟ موجودہ حالات بتا رہے ہیں کہ یہ ایک خواب تھا۔ اگرچہ خوش آئند خواب تھا۔ ایک سال پہلے کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ آسکتا تھا۔ کہ ہندو مسلم اتحاد میں کبھی شکن پیدا ہوگا۔ آج دل یہ پوچھتا ہے کہ اس اتحاد کو کبھی بھی مستقل اور پائیدار کیوں سمجھا گیا"

ادھر مسلمانوں کے "قوم پرست" اخبار "زمیندار" اور "سیاست" ہندوؤں کی چیرہ دستیوں پر واویلا کر رہے ہیں۔ اور "وکیل" (۶ فروری ۱۹۲۳ء) نے تو صاف طور پر لکھدیا ہے۔ "کہ ہندو مسلم اتحاد کا جو جذبہ ۱۹۱۹ء میں رونما ہوا تھا۔ اور جو کچھ مدت تک بدستور قائم رہا۔ ۱۹۲۲ء کے آخری حصہ میں ختم ہو گیا۔ کئی مقامات میں ہندو مسلمانوں کے مابین فسادات واقع ہوئے۔ ہندوؤں نے مسلمانوں پر اور مسلمانوں نے ہندوؤں پر ظلم و زیادتی کا الزام لگایا۔ تعلقات روز بروز کشیدہ ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ آج ہم چاروں طرف بگڑی ہوئی حالت کے آثار پاتے ہیں"

کیا اب بھی کسی کو اس میں شک و شبہ ہو سکتا ہے کہ اس اتحاد و اتفاق کا کوئی وجود نہیں جس کے سبب کا رول سے زمین ہند ہلتی اور آسمان ہند تھراتے تھے۔

اس اتحاد و اتفاق کا انجام بھی یہی ہونا تھا۔ کیونکہ جو عمارت ریت پر قائم ہو اس کا قیام محال اور قطعی ناممکن ہے۔ جب خود غرضی اور نفس پرستی کا یہ عالم ہو۔ کہ ہندو اتنا بھی گوارا نہ کریں کہ مسلمانوں کو ان کا کوئی حق مل جائے اور مسلمانوں کی یہ حالت ہو کہ وہ اتنا بھی ایثار گوارا نہ کریں کہ اگر ان کے ہندو بھائی جن کے ذریعہ وہ خلافت کی بحالی کے متمنی ہیں۔ ان کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ تو کیا ان حالات کی موجودگی میں کس طرح اتحاد و اتفاق ہو سکتا ہے اور اتحاد و اتفاق تو ابتدا ہی سے نہ تھا۔ بلکہ ایک خواب تھا۔ جس کو دیکھا جا رہا تھا۔ اور اب آنکھیں کھلنے لگی ہیں۔ اور حقیقت دکھائی دے رہی ہے۔

اس اتفاق و اتحاد کے تمام عرصہ میں ہم متعدد بار اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ اور صاف طور بتاتے رہتے ہیں۔ کہ کوئی خود غرضی کا کام کبھی اچھا نتیجہ پیدا نہیں کرتا۔ جب تک اس اتحاد کی بنیاد وقتی جوش پر رکھی جائیگی۔ اور کسی اصل کے ماتحت اس کو نہ لایا جائیگا۔ اس وقت تک اس کو ہرگز استقلال حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ اس کا نتیجہ پہلے سے بھی بدتر نکلیگا۔

ہم اپنی سابقہ تحریروں میں سے نمونہ کے طور پر صرف دو حوالے پیش کرتے ہیں۔ ہم نے لکھا۔ کہ

"آج کل ہندو مسلمانوں کے جس اتحاد و اتفاق کا غلغلہ بڑے زور شور سے بلند کیا جا رہا ہے اس کے متعلق ہمارا شروع سے ہی یہ خیال ہے۔ کہ چونکہ اس کی بنیاد صحیح اور درست اصول پر نہیں۔ بلکہ فوری جوش اور اشتعال انگیز حالات پر ہے۔ اس لئے یہ صرف دعویٰ ہی دعوےٰ ہے۔ اور وہ بھی چند روزہ"

(الفضل ۳۰ ستمبر ۱۹۲۰ء)

پھر لکھا "ہندو مسلمانوں کے موجودہ اتحاد و اتفاق کی بنا اخلاص اور محبت پر نہیں ہے۔ بلکہ گورنمنٹ کی مخالفت اور اس کے خلاف شورش پھیلانے کی غرض سے ہے۔ اور اس بات کی کوشش کی جاتی ہے۔ کہ ہندو مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ کسی نہ کسی طرح ملے رہیں۔ اور یہ ظاہر ہو کہ دونوں قومیں ایک مقصد و مدعا کے لئے مصروف عمل ہیں۔ لیکن صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک دلوں میں اخلاص اور نیتوں میں صفائی نہ ہو۔ اس وقت تک کوئی اتحاد اتحاد نہیں کہلا سکتا۔ اور جب تک ایک دوسرے پر اعتماد اور بھروسہ نہ ہو اس وقت تک کوئی اتفاق اتفاق نہیں بن سکتا۔ خواہ اس کے متعلق کتنے بڑے دعوے کئے جائیں۔ اور کیسے زور شور سے اس کا اعلان ہو"

(۱۳ مارچ ۱۹۲۲ء)

چنانچہ اب ایسا ہی ہو رہا ہے۔ ہندو الگ بھرے بیٹھے ہیں۔ اور مسلمانوں کو طرح طرح سے کوس رہے ہیں۔ اور مسلمان الگ شکوے شکایت کر رہے ہیں۔

ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں۔ اور اب پھر کہتے ہیں۔ کہ ہندو مسلمان دونوں سن لیں۔ اور خوب اچھی طرح سن لیں۔ کہ یہ اتحاد اسوقت تک کبھی قائم نہیں ہو سکیگا۔ جب تک اس طریق پر عمل نہ کیا جائے گا۔ جو حضرت مرزا صاحب نے رسالہ پیغام صلح میں بیان فرمایا۔

مسٹر گاندھی کے ذریعہ قائم شدہ اتحاد و اتفاق کا انجام دیکھ لیا۔ اور آئندہ اور زیادہ نظر آجائیگا۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ خدا کے برگزیدہ انسان کے ارشاد کے ماتحت اتحاد قائم کرنے کے لئے قدم اٹھایا جائے ✦

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

ملکانہ راجپوتوں میں جانیوالے وفد کیلئے

۱۲ مارچ ۱۹۲۳ء بعد نماز ظہر جب جماعت احمدیہ کا پہلا وفد بطور ہراول راجپوتانہ کی طرف زیر امارت جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے ناظر تالیف و اشاعت و سابق مبلغ اسلام بلاد یورپ روانہ ہوا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح اس وفد کو الوداع کرنے کے لئے قادیان کی سڑک کے موڑ تک تشریف لے گئے۔ قادیان کی احمدی آبادی کا ایک بڑا حصہ بھی ہمرکاب تھا۔ جب حضور موڑ کے کنوئیں پر پہنچے تو ممبران وفد کو اپنے سامنے بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور پھر حسب ذیل تقریر فرمائی۔

سورہ فاتحہ کی تلاوت کر کے فرمایا۔

احباب سے خطاب

میں نے پہلے ان دوستوں کو جو اسوقت محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور کلمۂ اسلام کے اعلاء کے لئے سفر پر جا رہے ہیں۔ اور تبلیغ اسلام کے مبارک مقصد کو زیر نظر رکھ کر اور خدا پر توکل کر کے یہاں سے روانہ ہو رہے ہیں۔ ان کو اور جو ان دوستوں کو چھوڑنے آئے ہیں۔ اس سورہ کے مضمون پر جو میں نے اسوقت تلاوت کی ہے۔ توجہ دلاتا ہوں۔

سورہ فاتحہ دو دفعہ نازل ہوئی

بعض کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ مدینہ میں نازل ہوئی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں مکہ میں۔ مگر تحقیق کی رو سے یہی ثابت ہوا ہے کہ یہ سورۃ دو دفعہ نازل ہوئی ہے۔ ایک دفعہ مکہ میں اور ایک دفعہ مدینہ میں۔ اس سورۃ کا ہمارے اس کام سے تعلق ہے۔

ہم اور باقی دنیا

تمام دنیا ہماری مخالف ہے۔ دنیا کے پاس جس قدر مال دولت اور آدمی ہیں۔ اگر ان آدمیوں میں ایسا ہی اخلاص ہو۔ جیسا کہ ہم میں ہے۔ تو ہم ان کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے۔ کہ گو ہم تعداد میں بہت تھوڑے ہیں۔ لیکن ہمارے لوگ جس جوش سے اٹھتے ہیں۔ اس کی اس وقت کوئی نظیر نہیں مل سکتی وہ جو ہماری مخالف جماعتیں ہیں۔ اگر اسی جوش اخلاص سے خدا کی راہ میں تبلیغ اسلام کے لئے چندہ دیں۔ تو اس چندہ کے لئے بنکوں میں رکھنے کے لئے جگہ نہ ہے ہندوستان میں مسلمان آٹھ کروڑ بتائے جاتے ہیں۔ لیکن انہیں اسلام کے لئے اس جوش و اخلاص کا نام و نشان بھی نہیں۔ جو ہماری چند لاکھ کی جماعت میں ہے۔

ہمیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسی کی مہربانی سے یہ رتبہ حاصل ہے۔ ورنہ ہماری حالت نہایت ناتوان ہے۔

مسلمان اور آریہ

غور کرو۔ جن پر آریوں کا حملہ ہے۔ وہ احمدی نہیں۔ بلکہ غیر احمدی ہیں (جن کے) وہ عام مسلمانوں کے بھائی بند ہیں۔ مگر ان میں کچھ جوش نہیں البتہ گھبراہٹ ہے۔ ابھی راستہ میں میں مہر محمد خان نائب ایڈیٹر الفضل ـــــ سے ذکر کرتا آ رہا تھا۔ انہوں نے کہا مسلمان اخباروں کی آواز نہایت دھیمی اور مایوسانہ ہے مگر اسکے مقابلہ میں آریوں کی آواز میں زور ہے۔ میں نے کہا۔ مسلمانوں کی اسوقت تو ایسی حالت ہے جیسا کہ مفتوح اور مغلوب ہو اور اپنے فاتح سے منتیں کرے کہ مجھے چھوڑ دو۔ اس لئے ان کی آواز ایسی ہی ہونی چاہیئے۔ اور آریوں کی یہ حالت ہے۔ کہ جیسے ایک ظالم و جابر کسی بچے کو نیچے دبوچ کے سمجھے کہ جب چاہوں گا۔ اس کا گلہ دبا دوں گا۔ مسلمانوں اور آریوں دونوں کی آوازیں بتاتی ہیں کہ انمیں بڑا فرق ہے۔ مسلمانوں کی آواز تو ایسی ہے کہ گویا وہ اپنے آپ کو آریوں کے رحم پر سمجھتے ہیں۔ اور آریوں کی آواز ایسی ہے جو ایک فاتح اور غالب کی ہوتی ہے۔ اور وہ دشمن کو اپنے رحم پر سمجھتا ہے۔

قلت اسباب اور الٰہی بشارات

اسوقت ہماری جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم ان مظالم سے مسلمانوں کو بچائینگے۔ مگر بظاہر ہماری مثال اس جانور کی ہے جو رات کو اُلٹا سوتا ہے۔ کہتے ہیں کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو اُسنے کہا کہ اگر آسمان گر پڑے تو میں اپنے پاؤں سے تھام لوں۔ مسلمانوں میں خواہ کتنے نقص ہوں۔ مگر وہ اسلام کے نام لیوا ہیں۔ مخالفوں کی تعداد ستائیس کروڑ ہے اور مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ بے پرواہ ہیں۔ دنیاوی حالات کو دیکھ کر ہمیں گھبرانا چاہیئے۔ لیکن یہ سورۃ اس حالت میں ہماری ہمت بندھاتی ہے۔ کہ غالب تمہیں ہو گے۔

اسلام کی ابتدائی حالت اور سورہ فاتحہ

جس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اسوقت آپکو وہاں کھلے طور پر نماز پڑھنے کی بھی اجازت نہ تھی۔ مسلمان عورتیں گرم ریت پر لٹائی جاتی تھیں۔ اور ان کی شرم گاہوں میں نیزے مارے جاتے تھے۔ مسلمان تپتے ہوئے پتھروں پر لٹائے جاتے تھے۔ اور ایسے ایسے عذاب دیکر ان کو اسلام چھوڑنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ وہ ایسا وقت تھا۔ کہ مسلمان گلیوں میں بھی نہ پھر سکتے تھے۔ اور ناچار انکو حبشہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتا ہے الحمد للہ پڑھ۔ اور آپ نے پڑھا اور سچے دل سے پڑھا جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ میں خوبیاں ہی خوبیاں نظر آتی ہیں۔ میرے اردگرد تو خوشیاں ہی خوشیاں ہیں۔ کوئی رنج نہیں۔ کوئی دکھ نہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ میں الحمد للہ رب العالمین نہ کہوں۔ کیا کوئی خیال کر سکتا ہے۔ کہ اس وقت ان حالات میں کوئی اور خوش ہو سکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ مگر جہاں ابتدا الحمد سے ہوئی۔ وہاں آخر بھی آخر دعوٰیھم ان الحمد للہ رب العالمین پر ہے۔ چنانچہ خدا کے فضلوں نے ثابت کر دیا کہ کون راستی پر تھا۔ اور کس کو طاقت اور قدرت حاصل ہوئی تھی۔ آپ کے مخالف اور مخالفتیں سب اُڑ گئیں۔ اور سُکھ مسلمانوں کے لئے ہی رہ گیا ہے۔ دنیاوی راحت میں دوسرے بھی شریک تھے لیکن روحانی راحت اور آرام کا مسلمانوں کے سوا کہیں پتہ نہ تھا۔ کیونکہ گو وہ اپنے کو چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرا ہوا دیکھتے تھے۔ مگر اپنے دل کو مطمئن پاتے تھے۔ کیونکہ خدا کی مدد الٰہی کے شامل حال تھی۔

ارکان وفد سے خطاب

آج مسلمان مخالفوں کے مقابلہ میں میدان میں نہیں جاتے۔ ہاں دشمنوں کے ساتھ مل کر ہمیں زخمی کرتے ہیں مگر تم نے اسلام کے لئے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جانا ہے۔ اور یاد رکھو کامیاب وہی ہوگا جس کو خدا پر بھروسہ اور یقین ہوگا۔ اور پھر وہ مخالفوں کے مقابلہ میں کام کریگا۔ تمہارے دلوں میں ایمان اور اطمینان ہونا چاہیئے دل کا ایمان و اطمینان ہی مشکلات کے وقت تمہارے کام آئیگا۔ اس وقت تمہاری بھی وہی حالت ہے جو ابتداء میں مسلمانوں کی تھی۔ وہ ایک قلیل جماعت تھے۔ اور لوگ ان کو قلیل جماعت سمجھتے تھے۔ لیکن وہ بزدل نہ تھے۔ کیونکہ مسلمان بزدل نہیں ہوتے۔ ان کے دل میں ایمان اور خدا کی مدد پر ان کو بھروسہ ہوتا ہے۔

قلت وکثرت اور الٰہی نصرت

ایک دفعہ مخالفین کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ مسلمان افسر نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ مدد بھیجئے۔ وہاں مدد کے لئے سپاہی موجود نہ تھے۔ حضرت عمرؓ نے ایک سپاہی بھیجا۔ اور لکھدیا کہ میں فلاں سپاہی کو بھیجتا ہوں۔ جو ایک ہزار سپاہی کے برابر ہے۔ کیا تم خیال کرتے ہو۔ اس وقت کمانڈر نے کیا کہا ہوگا۔ کیا اس نے سر پیٹ لیا ہوگا۔ کہ کیسے خلیفہ ہیں۔ میں مدد کے لئے لکھتا ہوں۔ اور وہ ایک آدمی بھیجتے ہیں۔ نہیں یہ نہیں۔ بلکہ جس وقت وہ ایک آدمی اسلامی لشکر میں پہنچا۔ تو مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے۔ اور بڑی خوشی سے آگے بڑھکر اس کا استقبال کیا۔ اور انہوں نے یقین کیا کہ اب دشمن [illegible] نہیں ٹھیر سکیگا۔ کیونکہ ان کی نظر اپنی قلت پر نہ تھی بلکہ خدا کی قوۃ پر تھی۔ انہوں نے سمجھا۔ کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اور جو خدا کا مقابلہ کرتا ہے۔ وہ ضرور ہلاک ہوگا۔

تم مسیح موعودؑ کی بیعت میں ہو

پس تم بھی یقین کرو۔ کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اور تم اس نبی کے ہاتھ پر بیعت ہو چکے ہو۔ جس سے خدا نے وعدہ کیا ہے۔ کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ تمہارا اس وقت مقابلہ ہندوؤں سے ہے۔ اس لئے اس بات کو بھولو مت۔ کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کرشن بھی ہیں۔ اور یہ کروکشیتر کا میدان ہے۔ پس خدا پر توکل کرو فتح تمہیں کو ہوگی۔ اپنے ایمان کو مضبوط کرو کہ تم ہی جیتو گے اور تمہارا دشمن مغلوب ہوگا۔ کیونکہ تم کو خدا پر توکل ہے اپنی طاقت پر نہیں۔

خدا کی نصرت طلب کرو

یہ خوب یاد رکھو کہ انکسار اختیار کرو۔ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اگر تعداد کو دیکھا جائے۔ تو تم اس کے مقابلہ میں بہ نسبتی سے بھی کم ہو۔ ہاں تم میں اور ان میں ایک فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ تمہارے ساتھ خدا ہے۔ تم خدا کا پیغام لیکر جاؤ گے۔ اور خدا کے دین کی حفاظت کے لئے جاؤ گے۔ اس لئے تم اپنی تعداد کا مت خیال کرو۔ کہ تھوڑی ہے۔ بلکہ خدا کی طرف دیکھو۔ کیا نعوذ باللہ خدا ایسا بے غیرت ہے۔ کہ تم اس کے لئے مقابلہ کو نکلو مگر وہ تمہیں تباہ ہونے دے۔ اور دیکھتا رہے۔ اور کچھ نہ کرے نہیں۔ خدا تعالیٰ بڑا غیور ہے۔ وہ تمہاری ضرور مدد کریگا۔ جب تم دشمن کے مقابلہ میں جاؤ گے۔ تو وہ ہر وادی میں ہر ایک شہر اور جنگل اور میدان میں تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور جس کے ساتھ خدا ہو۔ کیا وہ بھی ہلاک ہوسکتا ہے نہیں اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

ہدایتوں پر عمل کرو

پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے ایمان کو مضبوط کرو۔ علم عقل محنت۔ ہوشیاری کوئی چیز بھی کام نہیں آتی۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ کی مدد شامل حال نہ ہو۔ میں نے [illegible] ہدایتیں لکھی ہیں۔ وہ ہر ایک مبلغ کو مل جائینگی۔ چودھری صاحب کو ان کی ایک نقل دیدی گئی ہے۔ ابھی وہ مکمل نہیں ہوئیں۔ ان کو روزانہ پڑھو کوئی دن نہ گذرے۔ جو تم ان کو نہ پڑھو۔ پھر ان کو پڑھکر صرف مزا نہ لو۔ بلکہ ان پر عمل کر کے دکھاؤ۔ اگر تم ایسا کروگے۔ تو دیکھو گے خدا کی نصرت تمہیں کس طرح کامیاب کرتی ہے۔

آبادی میں داخل ہونے کی دعا

جس شہر میں جاؤ۔ اس دعا کو پڑھو۔ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سکھائی ہے۔ میں نے تو اس دعا کا تجربہ کیا ہے بڑی جامع اور مبارک دعا ہے۔ جو یہ ہے:۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاھَا وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اِلَیْنَا۔

اس دعا کے یہ معنے ہیں۔ اے اللہ جو سات آسمانوں کا رب ہے۔ اور ان چیزوں کا رب ہے۔ جو ان کے نیچے ہیں۔ یا جن پر یہ سایہ ڈالتے ہیں۔ اے اللہ جو سات زمینوں کا رب ہے۔ اور ان چیزوں کا جو ان کے اوپر ہیں۔ اور شیطانوں کے رب۔ اور ان کے جن کو انھوں نے گمراہ کیا ہے۔ اور ہواؤں کے رب اور ان کے جن کو بکھیرتی ہیں۔ اے اللہ ہم تجھ سے اس گاؤں کی بھلائی۔ اور اس کے اہل کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اور ہم پناہ مانگتے ہیں۔ اس گاؤں کی بدی سے اور اس کے رہنے والوں کی بدی سے۔ اے اللہ ہمیں اس گاؤں میں برکت دے۔ اے اللہ ہمیں یہاں نفع نصیب کر اور ہماری محبت یہاں کے رہنے والوں کے دلوں میں ڈال۔ اور یہاں کے نیک لوگوں کی محبت ہمیں دے۔

فضائل اخلاق

اس دعا کو پڑھنے کے بعد شہر میں داخل ہو۔ ہمیشہ نرمی اور محبت سے کام کرو۔ اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ نماز وغیرہ میں ایسے مواقع پر سستی ہوتی ہے۔ اس سستی کو پاس نہ آنے دو۔ عبادت خدا کا پہلا حق ہے۔ اس کو پہلے بجالاؤ نماز ضرور پڑھو۔ خدا کے حقوق و احکام ادا کر کے بندوں کے حقوق ادا کرو۔ دعاؤں پر بہت زور دو۔ افسر کی اطاعت کرو۔ یہ بات شرطوں میں بھی ہے۔ پس اطاعت کرو۔ جب تک تمہاری طاقت میں ہو۔ اور جب تمہاری طاقت سے باہر ہو۔ تو افسر بالا سے کہہ سکتے ہو مگر کوئی شخص اطاعت سے انکار نہ کرے۔ نفس کو مار کر

بھی افسر کی اطاعت کرو۔ ایسے موقع پر ہر قسم کی اطاعت کرنا بڑی قربانی ہے۔ یاد رکھو ایسے مواقع پر اطاعت سے ذرا منہ پھیرنا ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ اُحد کے موقع کا حال سب جانتے ہیں۔ اس کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ دیکھو تھوڑی سی نافرمانی نے کیسی ہلاکت مچادی تھی۔ پس ہر حال میں اطاعت کرو۔ لباس اور خوراک میں جہاں تک ہو سکے۔ سادگی اختیار کرو۔ میں خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں کہ رات دن دعاؤں میں مشغول رہو۔ توکل سے بھی الٰہی مدد آتی ہے۔ مگر خدا سے مانگنے سے بھی مدد آتی ہے۔ کیونکہ خدا خوش ہوتا ہے۔ کہ میرا بندہ مجھ سے مانگتا ہے۔ وہاں کے لوگوں کو اعلیٰ نمونہ دکھاؤ۔ میں نے جو نصائح دی ہیں ان پر عمل کرو۔ آپس میں محبت اور پیار سے رہو۔ تا دیکھنے والے کو معلوم ہو۔ کہ تم ایک دوسرے پر فدا ہو۔ اگر وہ تم میں یہ بات نہ دیکھیں گے۔ تو ان پر سلسلہ کے متعلق بُرا اثر ہو گا۔ کوئی لیکچر اتنا اثر نہیں کرتا۔ جتنا نیک اور اچھا نمونہ اثر کرتا ہے۔ اگر تم اعلےٰ نمونہ دکھاؤ۔ تو خواہ ملکانہ لوگ تمہاری باتیں سُنیں یا نہ سنیں۔ اور ہزاروں لوگ سلسلہ میں داخل ہونگے۔ پس اپنے اخلاق اعلےٰ دکھاؤ۔ قربانی اور ایثار کے موقع پر قربانی کرو۔ اور لوگوں کی سخت کلامی کے مقابلہ میں سخت کلامی مت کرو۔ جیسے موقع پر قرآن کریم [illegible] تو ہٹ جاؤ۔ فساد کی راہوں سے بچو۔ ہم لوگ جو یہاں ہیں۔ تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اور کرینگے۔ اور دوسرے لوگ تیار ہیں۔ جو جلد تمہارے پاس آئینگے۔ جو لوگ جلتے ہیں [illegible] ضرورت ہے۔ جو لوگ [illegible] ان کے دل میں جوش ہونا چاہیئے۔ کہ ہم بھی جائیں۔ اور خدمت اسلام کریں۔ سب لوگ دعا کرو۔ کہ جانے والوں کی زبانوں میں تاثیر ہو۔ بڑے بڑے لیکچر فضول ہوتے ہیں۔ اگر ان میں اثر نہ ہو۔ جانے والے دُعا کے مستحق ہیں۔ ہمیں ان کے لئے دعا کرنی چاہیئے کہ یہ خدمت کر سکیں۔ اور اپنے نفسوں کی اصلاح کرو اور اپنے آپ کو تیار کرو۔ کہ جس طرح یہ خدمت دین کے لئے جاتے ہیں۔ تم بھی جاؤ۔ اسلام کی حالت کو دیکھو۔ اور غور کرو۔ کہ اسلام پر کیسا وقت ہے۔ اسلام سے ایسی محبت کرو۔ جو ماں کو بچے سے بھی نہیں ہوتی۔ اس کے لئے ہر ایک قسم کے خطرات برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

بچپن میں میں نے ایک قصہ پڑھا تھا۔ کہ ایک عورت کے بچے کو ایک جانور اٹھا کرلے گیا۔ وہ عورت اس کے پیچھے پیچھے گئی۔ اور ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئی لیکن جب بچہ لیکر اس کو اطمینان ہوا۔ تو وہ اُتر نہ سکتی تھی۔ بڑی مشکل سے لوگوں نے اتاری۔ یہ ماں کی محبت ہی تھی۔ جو اسے چوٹی پر لے گئی۔ کیا اسلام کی اتنی بھی قدر تمہارے دلوں میں نہیں ہونی چاہیئے۔ جو ماں کو بچے سے ہوتی ہے۔ اسلام خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ اس لئے تم سستیوں کو چھوڑ دو۔ اور خدمت اسلام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ خواہ کوئی کیسی عزیز چیز ہو۔ مگر خدمت اسلام سے تمہارے لئے روک نہ ہو۔ تمہارا عزم یہ ہونا چاہیئے کہ ہم کسی بھی چیز کی پرواہ نہیں کرینگے۔ اور تمام روکوں کے پردے چاک کر کے جائینگے۔ اور اسلام کی خدمت بجا لائینگے۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک اخلاص نہ ہو۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور اُن کے ہمنیاؤں پر آخری اتمام حجت

مکرم جناب سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحب سکندر آباد نے حسب ذیل اشتہار بطور اتمام حجت مولوی ثناء اللہ وغیرہ کے متعلق شایع کیا ہے۔ اس کو پڑھ کر ہر ایک حق پسند سمجھ سکتا ہے کہ کس جرأت سے حلف کے متعلق مولوی صاحب کی تمام شرائط کو تسلیم کیا گیا ہے۔ مگر باوجود اس کے وہ حلف کے لئے تیار نہ ہو سکے۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی و الہامات کے مخالف اپنے عقائد ظاہر کرتے ہیں۔ اور جن کے متعلق سکندر آباد و حیدر آباد میں انہوں نے بہت سے لیکچر دئے ہیں۔ اگر درحقیقت ان عقائد میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک حضرت مرزا صاحب حق پر نہیں ہیں۔ اور جو عقائد مولوی ثناء اللہ صاحب بیان کرتے ہیں۔ وہی سچے ہیں۔ تو کیوں مولوی صاحب اپنے ان عقاید کو حلفاً بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب خود اپنی تفسیر ثنائی جلد اول صفحہ ۱۹۳ میں لکھتے ہیں کہ۔ "گواہی نہ چھپاؤ۔ جو کوئی اس کو چھپائیگا۔ خواہ کسی غرض سے چھپائے تو جان لو کہ اس کا دل بگڑا ہوا ہے۔" یہ قرآن شریف کی آیۃ شریفہ کا ترجمہ ہے۔ اور حکم الٰہی ہے کہ شہادت کو چھپاؤ نہیں۔ بلکہ ظاہر کرو۔ تو پھر مولوی ثناء اللہ صاحب اس حکم کی تعمیل کیوں نہیں کرتے۔ یہ شہادت ایسی تھی۔ کہ اس کے لئے مولوی صاحب کو محض ثواب کی خاطر بھی تیار ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر جب انہوں نے ۷ر فروری ۱۹۲۳ء کے اشتہار میں دس ہزار روپیہ کا مطالبہ مجھ سے کیا۔ تو وہ بھی میں نے دینا منظور کیا۔ اب میں آخری اتمام حجت کے طور پر یہ اشتہار شائع کرتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب میرے اشتہار مورخہ ۱۲ر فروری ۱۹۲۳ء کے الفاظ و شرائط کے مطابق اب بھی حلف اٹھانے کو تیار ہو جائیں (ہاں ایسی سے جو عقائد وہ نہ مانتے ہوں۔ وہ ان کی دستخطی تحریر آنے پر نکال دئے جا سکتے ہیں) تو میں ان کو فوراً مبلغ پانسو روپیہ نقد بھی دینے کے لئے تیار ہوں۔ جس کا مولوی صاحب حلف کے وقت ہی مطالبہ کرتے ہیں۔ اور اگر وہ ایک سال تک موت یا عبرتناک و غضبناک عذاب سے جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو بچ جائیں۔ تو پھر دس ہزار روپیہ اور ان کو نقد دیا جائیگا۔ اس کے علاوہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ہمنیاؤں میں سے جو کوئی صاحب ان کو اس بات کے لئے آمادہ کرینگے مبلغ دو صد روپیہ ان کو بھی انعام دیا جائیگا۔ اگر اب بھی مولوی ثناء اللہ صاحب نے میرے اشتہار مورخہ ۱۲ر فروری ۲۳ء کے مطابق حلف اٹھانے سے گریز کیا تو مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے ہمنیاؤں پر ہماری طرف سے ہر طرح اتمام حجت سمجھی جائیگی۔ اور آیندہ کیلئے ان کو کسی طرح حق نہ ہو گا کہ حضرت مرزا صاحب یا آپ کی جماعت کے عقائد پر بیجا حملے کریں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس حلف کے لئے میں نے ابتداء سے اسلئے منتخب کیا ہے کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کا کافی مطالعہ کیا ہوا ہے۔ اور بذریعہ کئی مباحثات کے ان پر حجت پوری ہو چکی ہے۔" فقط ۸ر مارچ ۲۳ء

خاکسار عبد اللہ الٰہ دین احمدی

نائجیریا میں تبلیغ اسلام

(مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ۔ مقیم لنڈن کے قلم سے)

سکرٹری تبلیغ لیگوس کا خط

عزیزی اخویم الفا شو دیلیکے جو خدا کے فضل سے ہونہار ہوشیار اور قابل مبلغ ہیں۔ اور آنریری طور پر تبلیغ دین کے اہم فرض کو احسن طور سے ادا کرتے ہیں۔ باجازت مبلغ انچارج لیگوس تحریر فرماتے ہیں:

جھوٹی خبر کا اثر

اللہ تعالیٰ کی بہت بہت تعریف ہو۔ کہ جس کی بے انتہا عنایت سے آپ بخیر و سلامتی جہاز پر چڑھے اور اتر چکے ہیں۔ آپ کی تار پہنچنے سے قبل شہر میں بڑے زور سے خبر گرم تھی۔ کہ آپ نے لیگوس اور سکنڈی کے درمیان داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس خبر کا کوئی دانا آدمی یقین نہ کر سکتا تھا۔ مگر ہمارے اپنے اچھے اور مخلص لوگوں کو بھی ہمارے انکار کا یقین نہ آتا تھا۔ صرف آپ کے تار آنے سے اُن کے دلوں کو تسلی ہوئی۔ تاہم بہت ہیں۔ جو اور زیادہ اطمینان کے لئے آپ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے خط کا انتظار کر رہے ہیں۔

مجالس وعظ

ہفتہ وار اتوار کی شام کو کھلی ہوا کے اجلاس مثل سابق ہوتے ہیں اور بہت لوگ سلسلہ عالیہ کی تعلیم میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ آخری جلسہ ہائے وعظ حسب ذیل ہیں:۔

تاریخ	مقام	واعظ
۲ جنوری	مسجد احمدیہ ایبیٹے ڈو	امام قاسم آراجو سے
۶ "	اشو ڈے سٹریٹ	" "
۷ "	لیو تھر سٹریٹ	الفا یوشیع ڈنڈے
۱۳ "	پاسٹی سکیر	" "

بعض مسیحی طالبان حق نے سوالات کر کے جوابات باصواب حاصل کئے۔

ایک مسیحی دوست کا مشورہ

ایک مسیحی دوست نے ابن مریم کی خدائی کا انکار کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ اگر "احمدیہ جماعت" اس حکم کو کہ "لوگوں کے سامنے مت جھکو" اپنی ہدایات سے خارج کر دے۔ تو بہت لوگ اس سلسلہ میں داخل ہونگے کیونکہ اس کی تمام تعلیم اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق اصلاح کی طرف بلاتی ہے۔ اس معزز قابل دوست کی توجہ اعمال ۱۰ : ۲۵ اور مکاشفات ۲۲ : ۸ و ۹ کی طرف منعطف کر کے بتایا گیا۔ اور اس کا اطمینان ہو گیا کہ خداوند خدا نے انسان کے سامنے جھکنے کی ممانعت کی ہے۔

خطبہ جمعہ و نماز

نماز جمعہ باقاعدہ التزام کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور میں بڑی خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ ہمارے چیف امام صاحب اپنے خطبات میں نمایاں ترقی کر رہے ہیں۔

جیل میں وعظ

امام اجو سے باقاعدہ حسب معمول جیل میں قیدیوں کو وعظ کرنے جاتے ہیں۔ اور آدھ گھنٹہ سوا پانچ بجے سے پونے چھ بجے تک ہر جمعہ کو برابر وعظ ہوتا ہے۔ اور قیدیوں کو حاضر کیا جاتا ہے۔

نو مبایعین

مسٹر وہر امین لودل معہ اپنے بچے کے جماعت میں داخل ہوتے ہیں۔ ان کی درخواست بیعت پیشگاہ حضرت خلیفہ ثانی میں پیش کرنے کی غرض سے ارسال کرتا ہوں۔ اور چونکہ درخواست ہائے بیعت کے فارم ختم ہو گئے ہیں۔ اس لئے اور لوگوں کی درخواستیں ملتوی کرتا ہوں۔ ہم نئے بیعت فارم یہاں چھپوانے کا انتظام کر رہے ہیں۔ بعد طبع کاغذات مذکورہ باقیوں کے دستخط لیکر درخواستیں بھیجی جائیں گی۔

عورتوں کا درس

عورتوں کے انتظام درس میں تبدیلی کی گئی ہے۔ اور درس کا وقت اب پیر۔ منگل بدھ جمعرات کو ۵ بجے سے ۷ بجے شام تک مقرر کیا گیا ہے۔ اور الفا اسمٰعیل شیٹا باقاعدہ تعلیم الاسلام اسکول کی عمارت میں درس دیتے ہیں۔

مبلغین کلاس

مجلس منتظمہ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۶ جنوری کو مبلغین کلاس کھولنے کا فیصلہ کیا۔ اور ۱۶ جنوری کو ۱۰ آدمی بغرض تعلیم و تربیت بطور مبلغ منتخب کئے گئے۔

شاخ ایبوکوٹا

عاجز اور مسٹر جبرائیل مارٹن ایبوکوٹا گئے۔ اور مسٹر حامد سے ملے اور ۲۴ دسمبر کو یہ فیصلہ کیا کہ عاجز اپریل میں ایبوکوٹا جا کر وہاں جماعت کو نظام کے ماتحت لائے۔ یہاں بوجہ کمزوری مسٹر..... تبلیغ کے کام میں سستی ہے۔

معذرت

پیارے مولوی! میں اور بہت کچھ عرض کرنا چاہتا تھا۔ مگر آج رات بہت تھوڑا وقت ملا ہے۔ اور ڈاک جانے والی ہے اس لئے اس مختصر رپورٹ کو قبول فرمائیں۔ آئندہ مفصل لکھوں گا۔ میں ہزاروں آداب و سلام کے ساتھ عریضہ ختم کرتا ہوں۔ اور میں ہوں آپ کا محبت کرنے والا بیٹا

Y. P. O. Shodende.

۱۸ جنوری ۱۹۲۳ء

دوسرے ذرائع سے خبریں

رئیس یونس اپنی شان باقاعدہ مسجد میں آتے ہیں۔ مسٹر جبرائیل مارٹن انشاء اللہ اپریل میں بغرض تعلیم بیرسٹری و یونیورسٹی لنڈن آئیں گے۔ مدرسہ نہایت عمدگی سے چل رہا ہے۔ ایوننگ کلاسز میں نئی جماعت کے بڑے بڑے آدمی بھی شامل ہونے لگے ہیں۔

احمدیہ کانفرنس کا انعقاد

جیسا کہ احباب کو اطلاع دی جا چکی ہے۔ احمدیہ کانفرنس ۳۱ مارچ اور یکم اپریل کو منعقد ہوگی۔ پیش ہونے والے امور کا ایجنڈا احباب کو روانہ کیا جا چکا ہے۔ ان کے متعلق پوری واقفیت بہم پہونچا کر احباب کو آنا چاہئے۔ افسر ہر انجمن کے قائم مقام کو ضرور شامل ہونا چاہئے۔

524

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ڈائری

(۱۰ر مارچ ۱۹۲۳ء بعد نماز عصر)

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات ہندوؤں کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے ان الہامات کشوف و رویا کے ذکر پر جو ہندوؤں کے متعلق ہیں۔ جیسے یہ کہ۔

ہے ادھر گوپال تیری مہان گیتی میں لکھی ہے۔ برہمن اوتار کا مقابلہ اچھا نہیں۔ غلام احمد کی جے۔

فرمایا۔ یہ ان الہامات کے پورے ہونے کا وقت ہے معلوم ہوتا ہے ارجن جس کے گھر پر آفت تھی۔ وہ تو پانڈوں کے مقابلہ سے ہمت ہار رہا تھا۔ مگر حضرت کرشن نے اس کو ہمت بندھائی تھی۔ اسی طرح مسلمان کہلانے والے جن کے گھروں پر آریہ حملہ آور ہیں۔ اس موقعہ پر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ اور حضرت کرشن موعود کی جماعت ہی سرفروشانہ طریق سے آگے نکلنے کے لئے تیار ہوئی ہے۔

(۱۱ر مارچ ۱۹۲۳ء بعد نماز عصر)

فتنہ ارتداد اور ہندو مسلم اتحاد اخبارات میں فتنہ ارتداد کے متعلق جو مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ ان میں سے ایک مسلمان اخبار نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ ہندوؤں کو اس سے روکنا چاہئے۔ ورنہ اتحاد و اتفاق خطرے میں پڑ جائیگا۔ (مفہوم)

فرمایا۔ یہ کس قدر بے وقوفی کی بات ہے۔ کہ کہا جائے کوئی قوم اپنے مذہب کی اشاعت نہ کرے۔ اس تجویز کے معنے تو یہ ہیں کہ اسلام کے پاس اپنے بچاؤ کا ذاتی سامان کوئی نہیں مگر اس تجویز کو کون مجنون قبول کریگا۔ جو قوم اس قدر کمزور ہے۔ کہ دوسری قوم اس کے خیالات اور عقائد پر قبضہ پا سکتی ہے۔ اس میں یہ طاقت کہاں ہو سکتی ہے۔ کہ وہ سوراج دلا سکے۔ اور کسی کی مدد کر سکے۔

۱۳ر مارچ بعد نماز مغرب

راجپوتوں کے متعلق روپیہ کا مقابلہ راجپوتوں کو روپیہ دیکر آریوں کے مرتد کرنے اور مسلمانوں کا بھی اسی رنگ میں ان کا مقابلہ کرنے کے ذکر پر فرمایا۔

یہ نیلام ہے کہ جو زیادہ بولی دیگا۔ وہ لے جائیگا۔ یہ دین اور اسلام کا معاملہ نہ رہا۔ جہاں جہاں ہندوؤں اور مسلمانوں میں اس رنگ میں مقابلہ ہو رہا ہو۔ وہاں سے ہٹ کر ہمیں دوسرے مقامات پر کام کرنا ہوگا۔ کیونکہ روپیہ کے ذریعہ مذہب خریدنا ہمارے نزدیک اپنے مذہب کی شکست کا اقرار کرنا ہے۔ اور یہ ثابت کرنا ہے کہ ہمارے مذہب میں کوئی ایسی ذاتی کشش اور خوبی نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ اسے قبول کر سکیں۔

لیڈروں نے مسلمانوں کا ثبات اور استقلال اڑا دیا فرمایا مسلمانوں میں بڑا تغیر ہو رہا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ مسلمان لیڈروں نے ایک وقت تو سلطان ٹرکی کو اپنا دینی خلیفہ۔ روحانی امام اور ظل اللہ بنایا۔ اور پھر اسی کو کتا قرار دے دیا۔ اسی طرح انہوں نے دن کو رات اور رات کو دن کہہ کہہ کر عام مسلمانوں کو اس حالت تک پہنچا دیا ہے۔ کہ وہ تیار بیٹھے ہیں۔ جو چاہو تغیر کرا لو۔ اور جو چاہو۔ منوا لو۔ کیونکہ ان تحریکوں نے ان کے ثبات اور استقلال کو اڑا دیا ہے۔ اور مسٹر گاندھی کو بڑھا بڑھا کر مذہب کا ادب و احترام ان کے دلوں سے مٹا دیا گیا ہے۔ ایک غیر احمدی نے احمدی سے بحث کرتے کرتے کہا اچھا یہ تو بحث کی باتیں ہوئیں۔ اس سے الگ ہو کر تم اپنے ایمان سے بتاؤ۔ کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر اس زمانہ میں ہوتے۔ تو وہ کام کر سکتے۔ جو مہاتما گاندھی نے کیا ہے۔

فتنہ ارتداد سے احمدیت کو فائدہ فرمایا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے امید ہے۔ کہ اس فتنہ ارتداد کے بعد احمدیت کا خاص رعب قائم ہو جائیگا۔ اور یہ خدا تعالےٰ نے ہمارے لئے موقع دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کامیابی دے۔ تو مفت کے لاکھوں بنے بنائے احمدی مل جائیں گے۔ کیونکہ ہمارے ذریعہ جو لوگ ارتداد سے پھر بیٹھیں گے۔ وہ احمدی ہی ہوں گے۔ کہتے ہیں۔ داتا دیتا ہے۔ تو چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔ کیا عجب ہمارے لئے یہ چھپر پھٹنے لگا ہو۔ وہ ایک بہادر قوم ہے۔ اگر اس کی سوشل اور تمدنی حالت درست ہو جائے۔ اور اسلام ان کے دلوں میں داخل ہو جائے۔ تو بڑے کام کی قوم بن سکتی ہے۔

راجپوتوں میں تبلیغ کا خاص موقعہ اور اس کا مطلب اس بات پر کہ ہمارے لئے تبلیغ کا یہ خاص موقع ہے۔ فرمایا۔

ہمارا تو کام ہی اشاعت اسلام ہے۔ اس موقع کو خاص کہنے کا صرف یہ مطلب ہے۔ کہ یہ کام جلدی کرنا ہے۔ ورنہ ہمارا تو قیامت تک یہی کام ہے۔ اور یہی ہم نے کرنا ہے۔ انشاء اللہ

راجپوتوں میں تبلیغ کی مستقل سکیم میں اب یہ سوچ رہا ہوں۔ ان علاقوں میں تبلیغ اسلام کی مستقل سکیم کیا ہو۔ اس فتنہ نے اس امر کے متعلق ہمارے کان کھول دئے ہیں۔ کہ ہندوؤں میں تبلیغ کرنے میں ہم نے بہت کوتاہی کی ہے۔ ہمیشہ اور ہر وقت ہمارے تیس تیس آدمیوں کی جماعت تبلیغ کے لئے پھیلی ہوئی ہو۔ اب کوئی وجہ نہیں کہ لوگوں سے اس طرح مستقل طور پر کام نہ لیں۔ جسطرح اس فتنہ کے متعلق شروع کیا ہے یہ تو ہمیں تبلیغ کرنے کا ایک نیا گر معلوم ہو گیا ہے۔ جسطرح مسجد لندن کیلئے روپیہ کو جمع کرنے کا گر معلوم ہو گیا ہے۔ اسی طرح تبلیغ کے لئے آدمی جمع کرنے کا گر راجپوتوں میں تبلیغ کی تحریک سے معلوم ہوا ہے۔ اور یہ ہمارے لئے نئی کان معلوم ہوئی ہے۔ اب علماء کا کام تو صرف یہ ہونا چاہئے۔ کہ عوام کو طریق تبلیغ سکھائیں۔ اور سکھانے کے بعد کہیں جاؤ جا کر تبلیغ کرو۔ یہ تو خدا نے ہمارے لئے کامیابی کا ایک اور رستہ کھولدیا ہے۔ یہ تو ایسا ہی نظارہ ہے۔ جیسے اچانک کوئی دروازہ کھل جاتا ہے اور رستہ مل جاتا ہے۔ اس سے انشاء اللہ اور بھی سینکڑوں تبلیغ کے رستے کھلینگے

فتنہ ارتداد کے متعلق ایک احمدی عورت کی خواب فرمایا۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کی خواب لکھی ہے۔ اس عورت کو بالکل پتہ نہیں کہ کوئی نئی تحریک ہو رہی ہے۔ اس نے دیکھا۔ کہ گھر میں بہت سے گیہوں پڑے ہیں جیسے انبار لگے ہیں۔ کچھ ہندو لڑکے آگئے۔ جو گیہوں مانگتے ہیں لیکن میں نہیں دیتی لیکن آخر وہ بڑے اصرار کے بعد تین ٹوکرے بھگر غلہ ناپنے کا ایک پیمانہ جس میں دو سیر پختہ غلہ آتا ہے) اور چلتے وقت کہ گئی کہ گھبراؤ نہیں سویر بہت سے آجائینگے اس سے میری طبیعت اس طرف منتقل ہوئی کہ ہندو جو کچھ لے جا رہے ہیں ظلمت کے پردہ میں لے جا رہے ہیں۔ عنقریب نور ظاہر ہونیوالا ہے

راجپوتوں کے متعلق خبریں

مسلمانوں کی کوششیں

الفضل کے نام آگرہ سے مولوی عبدالحئی صاحب نائب ناظم مجلس نمائندگان تبلیغ کی طرف سے ایک طویل تار موصول ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

آگرہ۔ ۱۴ر مارچ۔ صورت حالات پر غور کرنے کے لئے مجلس نمائندگان تبلیغ کے زیر اہتمام ساندہن کے مقام پر عظیم الشان راجپوت پنچایت کا اجتماع ہوا۔ ۲۸ گھنٹے کے تین اجلاسوں میں گرماگرم بحث ہوئی۔ اجلاس میں جتنے لوگ شریک تھے۔ ان کو آزادی تقریر و مباحثہ حاصل تھی۔ مرتدین و مسلمین سب آزادی سے گفتگو کر سکتے تھے۔ مندوبین کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ تھی۔ آریہ سماج آگرہ کے دھمکی آمیز اور ہتک آمیز رویہ کے خلاف پنچایت نے احتجاج کیا۔ اور اعلان کیا کہ آریاؤں کی یہ قباحت راجپوت قوم کے جذبۂ شرافت و احساس عزت پر ظالمانہ اور سفیہانہ حملہ ہے۔ راجپوت قوم نے ان کوششوں پر غم و اضطراب کا اظہار کیا۔ اسی سال کی ایک ضعیف العمر راجپوت خاتون کے مذہبی استقلال کی یہ بین اور روشن دلیل ہے کہ اس کا گاؤں اگرچہ تمام کا تمام مرتد ہو گیا تھا۔ مگر وہ یہ کہہ رہی تھی۔ کہ اپنے ضعیف و ناتوان ہاتھوں سے میں اپنا اور اپنے بچوں کا گلا گھونٹ ڈالوں گی۔ لیکن ہندو مذہب اختیار نہ کروں گی۔ ضعیف العمر خاتون کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اور دردانگیز آواز میں یہ کہہ رہی تھی۔ کہ اگر مذہبی عناد و تعصب انتہا سے گذر گیا۔ اور آریاؤں نے مجھے قتل کر دیا۔ تو میں جاتے جاتے جمیع برادران اسلام سے بصد زاری التجا کروں گی۔ کہ وہ مجھے اسلامی رسوم کے مطابق دفن کریں۔

تجاویز اور جوابات اور مکمل غور و خوض کے بعد پنچایت نے قرار دیا۔ کہ راجپوت حسب سابق مذہب اسلام پر قائم رہیں گے۔ اور اسلامی خلق و عقیدہ قائم رکھیں گے۔ نیز یہ اعلان کیا کہ ہندو عقیدہ ان کی مضبوط اور قدیمی روایات کے مخالف ہے۔ اور وہ اخیر دم تک حلقہ بگوش اسلام رہیں گے۔ نیز انہوں نے اپنی تمنا ظاہر کی کہ ان کے بچوں کو اسلامی تعلیم سکھائی جائے۔ ایک سو کے قریب مرتدین کو جب پنچایت کے فیصلے کا علم ہوا۔ وہ فوراً تائب ہوئے۔ اور اسلام کے ساتھ اپنی استقامت کی تصدیق کی۔ جلسہ کا اختتام بلند قول کے فاتحہ اور اللہ اکبر کے نعروں میں ہوا۔ آریوں کی تبلیغ جاری ہے۔ اردگرد کے اضلاع اور متصل علاقہ سے مزید شدھی کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ صرف راجپوتوں کو مباحثہ میں بولنے کی اجازت تھی۔ رات کے اجلاس عام میں ایک راجپوت فاضل سنسکرت چوہدری نذیر احمد خاں کی تقریر کا اثر حاضرین پر بہت ہوا۔ مولوی مرتضیٰ حسن۔ مولوی ممتاز۔ مولوی عبدالماجد۔ مولوی قطب الدین اور مولوی فاخر نے تقریریں کیں۔

اس علاقہ کے راجپوت نمائندے کانور ضلع رہتک میں اتحاد راجپوتان ہند کے سالانہ اجلاس میں راجپوتوں کی تعلیم کا تعمیری لائحہ عمل عنقریب شروع کریں گے۔

آریہ سماجیوں کی تبلیغ و اشاعت کو روکنے کی بیش از بیش کوششیں جاری ہیں۔ سرمایہ اور آدمیوں کی ضرورت ہے۔

کنور عبدالوہاب خاں صاحب مستحق صد ہزار آفرین ہیں۔ آپ کی مساعی جمیلہ کا ثمرہ ہے۔ کہ پنچایت منعقد ہوئی۔ جناب نظیر خاں اور حکومت خاں نمبرداران ساندہن کی مساعی مستحق صد ہزار داد ہیں۔ ان حضرات کی جد و جہد اور خدمت اسلام نے بہترین اثرات پیدا کئے ہیں۔

گرد و نواح میں تبلیغ اسلام کرنے کے لئے ساندہن کو مستقر بنایا گیا ہے۔ اردگرد کے دیہات میں کام کرنے کے لئے اچھنیرہ کی طرح مرکز بنائے جائیں گے تاکہ پر اثر تبلیغ و اشاعت عمل میں آسکے۔

چند اور دیہات کا پتہ چلا ہے۔ جہاں آریوں نے اپنا اثر و رسوخ پیدا کر لیا ہے۔

مسلمانان ہندوستان کا فرض ہے۔ کہ اتفاق کو پیش نظر رکھ کر اور حبل المتین اسلام کو مضبوط تھام کر متحد ہو جائیں۔ تا اسلام کی عظمت و شان کو ہزار بالا کر سکیں۔ اور مخالفین اسلام کو ہمارے اتحاد کے مقابلے میں دم مارنے کا موقع نہ ملے۔ یہی ہمارا منتہائے نظر اور یہی ہمارا مقصود ہو۔

آریوں کی کوششیں

آریوں کی طرف سے حسب ذیل تار شائع ہوا ہے۔

آگرہ شہر۔ ۱۵ر مارچ۔ باوجود مسلمانوں کی بھاری مخالفت کے آریوں کی فتح ہو رہی ہے۔ ہندو شدھی سبھا ۱۴ گاؤں کو پورے طور پر شدھ کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ علاوہ ازیں ۱۲ دیہات نے پنچایت کر کے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ وہ آئندہ مردوں کو نہیں دفنائیں گے۔ اور شادی کے وقت ملا کو بلانا بند کر دیں گے۔ مسلمانوں نے ساندہن میں مسلمان راجپوتوں کی پنچائتیں مرتب کیں۔ مسلمانوں کے بیہودہ گوار اچھنیرہ سے جو تار اخبارات کے نام بھیجا گیا۔ اس میں پنچایت کے جائے انعقاد کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس میں بتلایا گیا ہے۔ کہ پنچایت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ مسلمان ہی رہیں گے۔ اور بہت سے شدھ شدہ راجپوت پھر مسلمان بنائے گئے ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ پیشتر ازیں پکے مسلمان راجپوت چالبازی سے اپنے آپ کو ملکانہ جماعت کے بھائی بتلاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کے اور ملکانوں کے مفاد یکساں ہیں۔ انہوں نے حاضرین پر اثر ڈالنے کی ناکامیاب کوشش کی۔ اور ان سے کہا کہ وہ نہ تو ہندو ہیں اور نہ مسلمان۔ یہ قائم مقام جلسہ نہ تھا۔ نام نہاد نو مسلموں کی تعداد صرف ۱۵۰ تھی۔ تمام اراداتاً غیر حاضر تھے۔ صرف ۸۰ موجود تھے۔ انہوں نے قطعی طور پر اعلان کر دیا کہ وہ ہندو دھرم قبول کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ دیگر اشخاص نے کوئی رائے ظاہر نہیں کی۔ کوئی شدھ شدہ ملکانہ دوبارہ مسلمان نہیں بنا۔ کانفرنس نے فیصلہ کیا۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ کھان پان شادی بیوہار اور حقہ نوشی کے تعلقات منقطع کئے جائیں۔ گئو پوجا جاری رکھی جائے۔ گوشت خوری سے احتراز جاری رکھا جائے۔ مسلمانوں نے کھانے کا انتظام کیا۔ جسے برہمنوں نے تیار کیا۔ اور بہت سا غیر راجپوت مسلمانوں کو باہر نکال دیا گیا۔ کانفرنس قطعاً ناکامیاب ہوئی۔ (ہردیو پرکاش)

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)